جهان معانی

میرزا بیدل دهلوی

علی بابا تاج

دیگر چہ سحر پرورَد افسونِ آرزو
من زان جہان، بہ حسرتِ دیدارت آمدم
(بیدل)
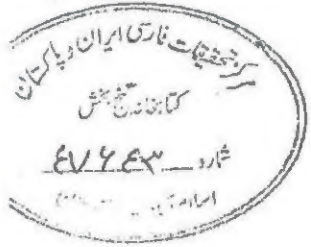
انتساب

والدِ مرحوم

والدۂ ماجدہ

اور

شریکِ حیات کے نام

جہان معانی (ترجمہ اشعار میرزا بیدل دھلوی از فارسی بزبان اردو)

JEHAN-I-MAANI

(TRANSLATION OF VERSES OF MIRZA BEDIL DEHLAVI FROM PERSIAN TO URDU BY ALI BABA TAJ)

نام کتاب:	جہاں معانی
	(ترجمہ اشعار میرزا بیدل دہلوی)
مترجم	علی بابا تاج
اشاعت اول	فروری ۲۰۱۱ء
اہتمام	نصراللہ بڑیچ
ڈیزائن	ذی شان حبیب
ٹائٹل	Kimberly, Canada
پرنٹرز	السبحان بزنس اینڈ گرافکس کوئٹہ 2828594

یہ کتاب سینٹر فار پیس اینڈ ڈویلپمنٹ نے شائع کی

شرار کاغذم از دور می زند چشمک
که یک نفس به خود آتش زن و چراغان باش
(بیدل)

تشکرات

مرحوم آغا محمد حسین عنقا / محیط (کوئٹہ)، ڈاکٹر سید عارف نوشاہی (راولپنڈی)، پروفیسر سید شرافت عباس ناز (حیدرآباد)، پروفیسر ولی محمد سیال کاکڑ (کوئٹہ)، ڈاکٹر ظہیر احمد صدیقی (لاہور)، ڈاکٹر سلطان الطاف علی (جھنگ)، ڈاکٹر محمد سلیم مظہر (لاہور)، شمس الرحمٰن فاروقی (الہٰ آباد، انڈیا)، پروفیسر بیرم غوری (کوئٹہ)، ڈاکٹر نجم الرشید (لاہور)، سرور جاوید (کوئٹہ)، پروفیسر نسیم اچکزئی (کوئٹہ)، افضل مراد (کوئٹہ)، ڈاکٹر سید محمد علی شاہ (کوئٹہ)، ڈاکٹر محمد اقبال شاہد (لاہور)، پروفیسر شفیع آغا (کوئٹہ)، ڈاکٹر فائزہ زہرا میرزا (کراچی)، عبید صافی (جدہ، سعودی عرب)، مریم عظیمی (اوسلو، ناروے)، نصراللہ بڑیچ (کوئٹہ)، محمد نسیم جاوید (کوئٹہ)، ایشور داس (جرمنی)، پروفیسر عبداللہ محمدی (کوئٹہ)، شکیب سالک (ڈنمارک)، محسن چنگیزی (کوئٹہ)، بقا بلوچ (سوئی، ڈیرہ بگٹی) طالب حسین طالب (اسلام آباد)، دانیال طریر (کوئٹہ)

عرض مترجم

ابوالمعانی میرزا عبدالقادر بیدل عظیم آبادی (بیدل دہلوی) کا کلام اپنی شعری خوبصورتی اور تہہ در تہہ معنویت کے سبب لافانی اور لازوال ہے۔ لگ بھگ ایک لاکھ اشعار پر مشتمل ان کی کلیات مرجع عاشقان دانش و معرفت ہے۔ یہ بات سمجھ لینی چاہئے کہ پیچیدگی اور گنجلگ قاری ہی کے فہم کی استعداد اور صلاحیت کمی و بیشی سے ہو سکتی ہے کیونکہ بیدل کی شعری تکنیک کو سمجھ لینے کے بعد معنویت کی ترسیل سہل اور آسان ہونا تضمین شدہ امر ہے جس سے بیدل کے حوالے سے گمراہ کن تاثر کی نفی ہوتی ہے کہ وہ ایک مشکل پسند شاعر گزرے ہیں۔ "المعنی فی البطن الشاعر" (کہ معنی شاعر کے پیٹ میں ہوتا ہے) والی بات ان شعراء پر تو صادق آسکتی ہے جو سرسری مشاہدات اور سطحی مطالعے سے آشنا ہوتے ہیں جبکہ بیدل کے ہاں ہمیں "سیر کائنات" اور " تخیل پرواز" کی رفعتیں اور وسعتیں بدرجہ آخر محسوس ہوتی ہیں۔ بیدل اپنے علمی و عرفانی نکات کو بیان کرنے میں روزمرہ مشاہدات سے لیکر اپنے قوی اور محکم احساسات تک کو استعمال میں لاتے ہیں۔ ان کا بیان مدلل اور عمیق ہونے کے اپنے پورے فکری نظام کے ساتھ کہیں بھی متصادم دکھائی نہیں دیتا۔ فارسی شاعری میں "سبک ہندی"(indian style) کی ایک بڑی خصوصیت جو بیدل کے اشعار میں سب سے زیادہ نمایاں ہے یہ ہے کہ مصرع اولیٰ میں دعویٰ کیا جاتا ہے جبکہ مصرع ثانی میں اس کی دلیل پیش کی جاتی ہے جیسے:-

جام آبِ زندگی تنها به کام خضر نیست
در گداز آرزو هم جوش دریای بقاست

(ترجمہ:۔ آب حیات کا جام صرف خضر کا نصیب نہیں، آرزو کے گداز میں بھی بقا کا سمندر جوش مارتا ہے۔)

اب ذرا اس شعر کی تحلیل کرتے ہیں، دعویٰ یہ ہے کہ آب حیات جس کے پینے سے حضرت خضر کو ہمیشہ کی زندگی میسر ہوئی۔۔۔۔ کہا جاتا ہے

کہ یہ امرت دھارا صرف اور صرف خضر کے ہی حصے میں آیا اور انہی ہی کو زندگی جاوداں ملی۔ بیدل اس بات کو رد کرتے ہیں۔۔ کیوں؟۔۔ اس وجہ سے کہ آرزو بذاتِ خود آبِ حیات ہے دریائے بقا میں جوش اور تلاطم اسی آرزو ہی کے سبب ہے۔ جب تک آس اور امید ہے، خواہش اور آرزو ہے تب تک زندگی ہے بیدل کی نظر میں زندگی کی اصل روح اور اس کا جوہر "آرزو" ہے "آدرش" ہے اگر کسی میں یہ نہیں تو وہ ہی مردہ ہے زندہ وہی ہے جو آرزو رکھتا ہے اب اس راز کو پالینے کے بعد خضر کے جام کی بھلا کسے پرواہ ہوگی!؟

"غفلت" اسباب نارسایی هاست
دست خوابیدگان به زیر سر است

(ترجمہ: غفلت (تو) نارسائیوں کے سبب سے ہے کہ سونے والوں اور غافلوں کے ہاتھ (ان کے) سر کے نیچے ہی ہوتے ہیں۔)

بیدل کہتے ہیں کہ غفلت کے نتیجے میں پیدا ہونے والی ناکامی اور لاحاصلی سے غافل ہمیشہ تساہل اور لایعنیت کا شکار رہتا ہے۔ اسی سبب وہ کبھی بھی اپنی غفلت کے سبب حقیقتوں تک نہیں پہنچتے جیسے سونے والوں کے ہاتھ ان کے سروں کے نیچے ہوتے ہیں اسی طرح غفلت میں رہنے والے کی نارسائی انہیں ان ہی کی کوتاہ فہمی اور عدم کوشش سے ہمیشہ ہمیشہ محروم معنی رکھے گی۔

اختلاف وضعها بیدل لباسی بیش نیست
ورنه یك رنگ است خون در پیکر طاووس و زاغ

(ترجمہ: اے بیدل! وضع اور حالت کا اختلاف لباس اور ظاہری ہیئت کے سوا کچھ نہیں وگرنہ کوے اور مور کے جسم کے خون کا رنگ ایک سا ہے۔)

زندگی کے مشاہدات سطحی بھی ہوسکتے ہیں اور عمیق بھی، یہاں ظاہری شکل وصورت کے اختلاف کو بیدل جس دلیل سے رد کرتے ہیں یہ ان کا گہرا

مشاہدۂ زندگی ہے۔ بظاہر جو نظر آتا ہے اسی کو حق سمجھتے ہیں۔ حتیٰ کہ ظاہرہ تضادات اور فرق کو اس درجہ اپنے اوپر بھی مسلط کرتے ہیں کہ وہاں ہم بھی جانبدار بنے نہیں رہ پاتے۔ بیدل یہاں ایسی بصیرت کو اختیار کرلینے کی تلقین فرماتے ہیں کہ ہم اپنی ظاہر بینی کو ترک کرکے اصل حقیقت کی بنیاد پر اپنے رائے کا تعین کریں۔

بیدل تکنیک اور ابلاغ کا جو سلیقہ اپنانے ہوئے شعر کو محض شعر کے لئے نہیں کہتے مطالعہ بیدل میں اس بات کا خیال رکھنا چاہئے کہ بیدل خوانی کے آداب میں اولیت ٹھہراؤ اور غور وفکر کو حاصل ہے۔ اگر پڑھتے ہوئے جلد بازی اور عجلت سے کام نہ لیا جائے اور اس کے پہلو بہ پہلو شعر کے ہر دو مصرعوں کے باہمی ربط اور ضبط کو بہ نظرِ عمیق اور کمال حوصلے سے غور کرکے پڑھا جائے تو خانہء صدفِ فکر میں گوہرِ مراد حاصل کرنا ممکن ہوجاتا ہے۔ بیدل کے کلام میں فنی اعتبار سے مصرع بندی میں تلازمے کنائے، تشبیہات واستعارات کے ساتھ رعایتِ لفظی اور صنعتِ تضاد کا استعمال شعر میں بیان کئے گئے نکتوں کو لافانی بنا دیتا ہے۔" بیدل فہمی" کا ایک طریقہ ہمارے ایک دوست نے اس طرح سے پیش کیا ہے کہ منظوم کو منثور کرکے معنویت کی عبارت کو حرف بہ حرف سمجھا جائے ہوسکتا ہے کہ یہ ٹوٹکا بعض اشعار پر تو کارگر ہو لیکن میری رائے میں کسی بھی شعر کو سمجھنے کے لئے امکانات کو "لامحدود" رکھ لینا چاہئے حتیٰ کہ شاعر اور شعر کی حدود سے بھی وسیع تا آنکہ معنویت کی گسترش اور پھیلاؤ میں شناوری آزاد ذہن اور سوچ کی بنیاد پر ہو نہ کہ طے شدہ معیارات اور معلوم حقیقتوں کی پابندی پر کیا یہ بہتر نہیں کہ دانش کی مسرت میں رہا جائے؟

میرزا بیدل کے یہ اشعار اردو ترجمے کے ساتھ جناب انور ساجدی کے مؤقر روزنامہ "انتخاب" میں 2005ء اواخر میں بالاقساط چھپتے رہے۔ احباب اور دوستوں کی جانب سے اس کاوش پر ملی جلی آراء موصول ہوتی رہیں اہم ترین رائے یہ تھی کہ بیدل کا منظوم ترجمہ کیا جانا چاہئے تھا۔ میری رائے شعری ترجمہ کے حوالے سے ہمیشہ نثری ترجمے پر ہی رہی ہے کہ ترجمہ اور وہ بھی شعر اور وہ بھی شعر ہی

میں ترجمہ ابہام کو بڑھاتا ہے ہوسکتا ہے میں جان کی امان کی خاطر یہ کہہ دوں کہ شعری تراجم میں کامیاب منظوم تراجم بھی ہو چکے ہیں لیکن کہا جاتا ہے کہ ترجمہ ناممکن ہے البتہ مفاہیم کو احسن طریقے سے دوسری زبان میں بیان کرنا ہی بڑی کامیابی ہے یہاں میں نے صرف "انتخاب" میں چھپے ہوئے تراجم ہی کو ذرا سی نوک پلک اور کچھ پروف کی غلطیوں کی درستگی کے بعد شیرازہ بند کرنے کی سعی کی ہے کچھ اور کام اور تراجم بشرط زندگی آئندہ کرتا رہوں گا تاکہ بیدل کے دلدادگان میں سرخروئی نصیب ہوتی رہے۔ ان تراجم میں حتی الوسع سادہ زبان اور براہ راست مفہوم کو ترجیح دی تاکہ اشعار کی معنویت کے ساتھ انصاف کو برقرار رکھا جاسکے۔

اس موقع پر اپنے تمام دوستوں کی محبتوں کو یاد کرتا ہوں مجھے پتہ ہے میرے دوست میری اس کاوش پر بہت خوش ہونگے۔

یکی از دلدادگان بیدل

علی بابا تاج

کوئٹہ فروری 2010ء

alytaj@gmail.com

مقصد اشاعت

میرزا عبدالقادر بیدل دہلوی کی شاعری اور فکر کے حوالے سے لوگ آج تک فیض حاصل کر رہے ہیں۔ پاکستان، افغانستان، بھارت، ایران اور تاجکستان کے علاوہ جہاں جہاں بھی فارسی بولی اور سمجھی جاتی ہے وہاں وہاں بیدل سے شناسائی بھی پائی جاتی ہے۔ افغانستان، ایران اور بھارت، میں تو لوگ اس درجہ بیدل سے عقیدت رکھتے ہیں کہ ہر سال وہاں ان کا عرس بھی منایا جاتا ہے۔ بیدل کے کلام کے اثرات ان کے بعد کے آنے والے شعراء کی شاعری پر بھی واضح طور پر دیکھے جاسکتے ہیں۔ غالب اور اقبال نے تو بطور خاص ان سے کسب فیض کیا ہے۔ عموی طور پر قارئین ادب بیدل کے نام سے پہلے ہی قدم پر اس وقت متعارف ہوتے ہیں جب وہ غالب کو پڑھنا شروع کردیتے ہیں۔

طرز بیدل میں ریختہ کہنا
اسداللہ خاں، قیامت ہے
(غالب)

ہمارے ہاں جب سے فارسی بطور درسی نصاب کے تعلیمی اداروں سے ختم کی گئی ہے تب سے فارسی کے حوالے سے مطالعے اور اس کے ادب کے بڑے بڑے شعراء اور ادباء کے کام سے بھی مغائرت اور اجنبیت بڑھتی گئی ہے۔ علی بابا تاج کا یہ کام بیدل اور بیدل شناسی کے حوالے سے ایک اہم کاوش ہے جس کی بنیاد پر لوگوں میں ایک مثبت رجحان پیدا ہونے کے امکانات بڑھ سکتے ہیں۔ زیر نظر کتاب کے مطالعے سے بیدل کے

کلام کے تناظر میں بہت سی نئی راہیں اور سوچ کی نئی جہتیں پیدا ہونے میں کوئی کلام نہیں۔

امید کی جاسکتی ہے کہ علی بابا تاج اس موضوع پر اپنا قلم کبھی نہیں روکیں گے اور تشنگان علم وادب کی پیاس بجھاتے رہیں گے۔ بطور ناشر اس کتاب کی اشاعت کے حوالے سے ہمارا ادارہ سنٹر فار پیس اینڈ ڈیولپمنٹ برسرپیکار ہے سنٹر فار پیس اینڈ ڈیولپمنٹ صوبہ بلوچستان میں پچھلے 8 سالوں سے معاشرے میں امن، انسانی شرف، اچھی حکمرانی اور ایک جمہوری معاشرے کے قیام کے لیے مصروف عمل ہے ہم سمجھتے ہیں کہ امن، انسانی عظمت تب ہی ممکن ہے جب معاشرے میں علم کا فروغ ہو اور ہر شخص ایک علمی استعداد رکھتا ہو یا علم کے حصول کیلئے پیاسا ہو۔

میرزا عبدالقادر بیدل کا یہ کلام جسے علی بابا تاج نے اردو میں ترجمہ کیا ہے کی اشاعت کا مقصد معاشرے میں علماء کے افکار کو پھیلانے کا ایک ذریعہ ہے جو امن، ترقی، خوشحالی اور ایک جمہوری معاشرے کے قیام کی جدوجہد میں ایک اہم قدم ثابت ہوگا۔

نصراللہ

ایگزیکٹو ڈائریکٹر

سنٹر فار پیس اینڈ ڈیولپمنٹ

ابوالمعانی میرزا عبدالقادر بیدل عظیم آبادی (بیدل دہلوی)

علی بابا تاج

دنیائے فارسی کے عظیم شاعر حضرت ابوالمعانی میرزا عبدالقادر بیدل دہلوی (عظیم آبادی) 1054 ہجری بمطابق 1644 عیسوی، ہندوستان کے صوبہ بہار کے شہر عظیم آباد (موجودہ پٹنہ) میں پیدا ہوئے۔ ان کا تعلق چغتائی ارلاس (برلاس) قوم سے تھا۔ والد کا نام میرزا عبدالخالق تھا۔ والد اور والدہ کا انتقال ان کے بچپن ہی میں ہوا جس کی وجہ سے پرورش اور تعلیم و تربیت کی ذمہ داری ان کے چچا میرزا قلندر پر آئی جو ایک عالم فاضل شخص تھے۔ انہوں نے بیدل کی پرورش میں کوئی کمی نہ ہونے دی، بیدل کو اپنے چچا سے بڑی عقیدت تھی چنانچہ جب چچا فوت ہوئے تو بیدل نے ان کی وفات پر اپنی محبت اور جذبات کا اظہار اس طرح سے کیا تھا:

سپہ سالار دین میرزا قلندر

محیط لطف و کان مہربانی

بہ گوش ہوشم آخر ہاتفی گفت

قلندر یافت وصل جاودانی

میرزا قلندر، بیدل کی تعلیم کے معاملے میں اتنے ذمہ دار اور حساس تھے۔ ایک بار جب بیدل کو مدرسے میں داخل کرایا لیا گیا تھا تو وہ خود خبر گیری کے لئے ہمیشہ مدرسے کا چکر لگاتے ایک دن میرزا قلندر وہاں پہنچے تو مدرسے کے دو استادوں کو نحو کے کسی مسئلے پر جھگڑتے دیکھا، جب انہوں نے یہ صورت حال دیکھی تو کہا کہ ان جاہلوں سے دور رہنا ہی بہتر ہے یہ کیا کسی کی تربیت کریں گے؟

یہ واقعہ باعث بنا کہ بیدل کو مدرسے نکلوا دیا گیا اور پھر گھر پر ہی ان کی تعلیم کا سلسلہ شروع کرادیا گیا اس سلسلے میں ان کے چچا میرزا قلندر اور ماموں میرزا ظریف نے درس دینا شروع کیا۔ بیدل نے گھر پر ہی فارسی کا شعری ادب پڑھا۔ اس کے علاوہ ماموں سے قرآن کی تفسیر کی تعلیم حاصل کی۔ بیدل نے اس عرصے میں رودکی سمرقندی، شیخ سعدی، امیر خسرو، مولانا رومی، حافظ اور مولانا جامی جیسے اکابرین کے کلام کا بڑی محنت سے مطالعہ کیا۔ بیدل کی ذہانت کا یہی ثبوت ہے کہ انہوں نے پانچ سال کی عمر میں قرآن کریم کو پڑھنا شروع کیا تھا اور دس سال کی عمر میں صرف ونحو کا درس لینے لگے تھے۔

میرزا عبدالقادر بیدل کو کتابیں پڑھنے سے عشق تھا۔ جہاں انہوں نے فارسی کے چوٹی کے

شعراء کا مطالعہ کیا تھا وہاں ابن العربی اور بوعلی سینا کے افکار و خیالات سے بھی آگاہی حاصل تھی۔ علاوہ ازیں بیدل علم طب، علم نجوم، رمل، علم موسیقی اور فنِ پہلوانی پر بھی عبور رکھتے تھے۔ شروع میں شہزادہ محمد اعظم شاہ بن اورنگزیب عالم گیر کے اتالیق اور استاد رہے۔ اتفاق دیکھئے کہ شہزادہ خود شعر و ادب کا بڑا دلدادہ تھا لیکن اسے بیدل کے شاعر ہونے کا قطعاً علم نہیں تھا اور نہ کبھی اس کا تذکرہ بیدل نے کیا تھا۔ ایک موقع پر کسی خیر خواہ نے شہزادے کو بتایا کہ ہندوستان کا سب سے بڑا شاعر بیدل ہے جو آپ کے دربار میں موجود ہے۔ شہزادے کو اس بات پر تعجب ہوا اس نے بیدل سے قصیدہ لکھنے کی فرمائش کی لیکن بیدل نے استعفیٰ دیا اور قصیدہ نہ لکھا۔

بیدل نے طب کو بھی ذریعہ معاش بنایا ہوا تھا اور اس میں کافی شہرت رکھتے تھے۔ یہ بیدل کی ہمہ جہت شخصیت کا کرشمہ تھا کہ وہ بیک وقت کئی علوم و فنون پر دسترس رکھتے تھے۔ اسلامی علوم و تصوف کے علاوہ ہندومت کا بھی گہرا مطالعہ کیا ہوا تھا۔ خصوصاً مہابھارت کا گہرا مطالعہ رکھتے تھے۔

تصوف میں بیدل کے والد گرامی میرزا عبدالخالق کا سلسلہ قادریہ سے وابستہ تھے چنانچہ بیدل کا نام بھی غوث الاعظم حضرت عبدالقادر جیلانی کی نسبت سے "عبدالقادر" رکھا گیا۔ بیدل نے تصوف کے بنیادی نکات کی تعلیم میں میرزا قلندر سے حاصل کی تھی مگر بعد میں انہوں نے تقریباً تمام آئمہ کرام تصوف کا باقاعدہ مطالعہ کیا یہی وجہ ہے کہ ان کے کلام میں دیگر موضوعات کے علاوہ تصوف کا موضوع بھی بھرپور شکل میں سامنے آتا ہے۔

بیدل کے کلام میں تصوف کے علاوہ فلسفہ و فکر کا عنصر نمایاں ہے۔ وہ زندگی، وجود، کائنات اور فطرت کی رنگارنگی کے ایک حوالے سے ایک الگ نظریہ رکھتے ہیں اسی وجہ سے بعض اوقات ان کے اشعار میں فلسفیانہ مضامین قارئین کی فکر رسا کے لئے مسئلہ بن جاتے ہیں لیکن بیدل خود ہی اس وضاحت جگہ جگہ کرتے رہتے ہیں:

جنون می جوشد از طرز کلامم
زبانم لغزش مستانہ ی کیست

معنی بلند من فہم تند می خواہد
سیر فکرم آسان نیست کوہ ہم و کتل دارد

بیدل کی مشکل گوئی اور مشکل پسندی سے شبلی نعمانی جیسے نقادِ فن تک نالاں نظر آتے ہیں بلکہ وہ بیدل کو ناصر علی سرہندی کی صف میں لا کر انہیں طرز فغانی کے ذمہ دار ٹھہراتے ہیں (شعر العجم۔ جلد پنجم) لیکن دلدادگان بیدل کی بیدل سے بے پناہ عقیدت کو سامنے رکھتے ہوئے نکتہ چینوں کے اعتراض کو بآسانی رد کیا جا سکتا ہے۔ اس سلسلے میں اگر میرزا

اسد اللہ خان غالب اور علامہ اقبال کے حوالے سے بیدل کا مطالعہ کیا جائے تو نتیجہ نکلتا ہے کہ بیدل کے دم سے ہی ان نابغوں کو شہرت دوام حاصل ہوئی ہے۔ غالب کے کئی اشعار میں جہاں بیدل کا نام ایک مضبوط تلمیح کے طور پر سامنے آیا ہے وہاں غالب کی عقیدت کا اظہار اور بیدل کے فن کا اعتراف بھی جھلکتا ہے:

اسد ہر جا سخن نے طرح باغ تازہ ڈالی ہے
مجھے رنگ بہار ایجادی بیدل پسند آیا

مجھے راہِ سخن میں خوف گمراہی نہیں غالب
عصائے خضر صحرائے سخن ہے خامہ بیدل کا

طرز بیدل میں ریختہ کہنا
اسد اللہ خاں قیامت ہے

ایسے کئی اشعار ہیں کہ جن میں غالب جیسے خود بین و آزادہ صفت شاعر نے کھلم کھلا اپنی عقیدت کا اظہار کیا ہے۔ (اس پر ڈاکٹر عبدالغنی کا مضمون بیدل اور غالب میں سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔)

فارسی ادب کے طالب علموں سے یہ بات کسی طور پوشیدہ نہیں رہی ہے کہ اقبال اور بیدل میں کافی مشترک باتیں پائی جاتی ہیں (بیدل اور اقبال۔۔۔ ایک سرسری مطالعہ، ڈاکٹر عبدالغنی)۔ مطالعہ بیدل فکر برگساں کی روشنی میں ڈاکٹر تحسین فراقی نے کہا ہے کہ بیدل شناسی اور اقبال شناسی کے حوالے سے علامہ اقبال کی کتاب "مطالعہ بیدل فکر برگساں کی روشنی" ایک قابل ذکر کتاب ہے جس میں علامہ اقبال نے بیدل کے فکری اور فلسفیانہ رجحانات پر قلم فرسائی کی ہے۔ اس کے علاوہ بیدل کے شعر:

"دل اگر می داشت وسعت بی نشان بود این چمن
رنگِ می بیرون نشست از بسکہ مینا تنگ بود"

کی زمین پر اردو میں میرزا بیدل کے عنوان سے ایک نظم بھی کہی ہے۔ (ضرب کلیم)

دیکھا جائے تو بیدل اور بیدل شناسی پر برصغیر پاک و ہند، افغانستان تاجکستان اور ایران میں بہت کچھ لکھا جا چکا ہے اور مزید لکھا جا رہا ہے۔ اس میں چند "بیدل شناسوں" کا تذکرہ کرنا بے جا نہ ہوگا۔ جنہوں نے تحقیق و تالیف اور بیدل شناسی میں نام پیدا کیا ان میں علامہ اقبال، ڈاکٹر عبدالغنی، سید عابد علی عابد، خواجہ عبدالرشید، عباداللہ اختر، مجنون گورکھپوری، صلاح الدین سلجوقی، پروفیسر غلام حسین مجددی (کابل یونیورسٹی میں کرسئ بیدل پر فائز تھے)، محمد اکرام چغتائی، بندرابن داس خوشگو محمد افضل سرخوش، آزاد بلگرامی، رضا قلی خان ہدایت، قاری عبداللہ، مولانا خستہ، استاد خلیل اللہ خلیلی، عبدالغفور آرزو، پوہاند عبدالحی حبیبی، پروفیسر بوسانی (اٹلی) پروفیسر ڈاکٹر ظہیر احمد صدیقی (آپ نے بیدل کی سو سے زیادہ غزلوں کا اردو میں منظوم ترجمہ کیا ہے)، ڈاکٹر سید عبداللہ، سید محمد داود الحسینی، آقای حسن حسینی اور فارسی زبان و ادب کے عظیم استاد ڈاکٹر محمد رضا

شفیعی کدکنی کی خدمات اور تحقیقات قابل توجہ ہیں۔ گرچہ بیدل شناسوں کی فہرست طویل ہے لیکن دلدادگان بیدل کی فہرست میں ہر ایک اہمیت اپنی جگہ پر مسلمہ ہے۔
بیدل نے مقدمین کی طرح شاعرانہ تعلّی سے بھی کام لیا ہے لیکن بیدل کا انداز اس میں بھی نہایت منفرد ہے ایک جگہ کہتے ہیں کہ:

کِلکِ بیدل ھر کجا دارد خرام
سکتہ ھم ناز روانی می کند

یعنی بیدل کا قلم جب چلتا ہے تو کہیں اگر سکتہ بھی آئے تب بھی وہ ناز و ادا سے روانی اختیار کر لیتا ہے۔
یہاں بیدل کے چیدہ چیدہ اشعار درج کئے جاتے ہیں تا کہ بیدل کے کلام و افکار سے مستفید ہوا جا سکے۔
عشق:

چہ گویم ز نیرنگ تجدید عشق
بہ ھر دم زدن بیدل دیگرم

یعنی عشق کی کی جادوئی تبدیلیوں کے متعلق کیا کہوں کہ ہر سانس پر میں ایک دوسرا بیدل ہوتا ہوں۔

حسن چون شد بی نقاب از فکر عاشق فارغ است
گل ھمان در غنچگی دارد دل بلبل بہ کف

یعنی جب حسن بے نقاب ہو جاتا ہے تو وہ عشق کی توجہ سے آزاد ہو جاتا ہے پھول بھی جب تک کلی ہے اسی وقت تک وہ اپنی ادا سے بلبل کا دل مٹھی میں رکھتا ہے۔
خاموشی:

تا خموشی نگزینی حق و باطل باقی است
رشتہ را کہ گرہ جمع نسازد، دو سر است

یعنی جب تک خاموشی اختیار نہیں کی جائے گی، جھوٹ اور سچ، حق اور باطل کا جھگڑا باقی ہے۔ بالکل اس طرح جیسے کی جب تک دھاگے کو گانٹھ اور گرہ نہیں لگتی اس وقت تک اس کے دو ہی سرے ہوتے ہیں۔
زندگی:

نیست کس اینجا کفیل ھیچ کس
زندگی روزی رسانی می کند

یعنی یہاں کوئی کسی کا کفیل نہیں ہے بلکہ یہ زندگی ہی ہے جو روزی پہنچاتی ہے۔

عمر گذشت ھمچنان داغ وفاست زندگی
زحمت دل کجا بریم، آبلہ پاست زندگی
دل بہ زبان نمی رسد، لب فغان نمی رسد
کس بہ نشان نمی رسد، تیر خطاست زندگی

یعنی عمر اس طرح گزری ہے کہ یہ داغ وفا کی طرح ہے ہم اپنے دل کی محنت کو کہاں لے جائیں کہ زندگی ہی آبلہ پا ہے دل کا حال زبان نہیں آتا اور میرے لب آہ و فغان کا ساتھ نہیں دے رہے ہیں کوئی بھی اپنے مقصود تک نہیں پہنچ رہا ہے کیونکہ زندگی تو بھٹکے ہوئے تیر کی مانند ہے۔
بیدل کے موضوعات میں تنوع کا عنصر نمایاں ہے، ان کے کلام سے بے شمار اشعار نقل کئے جا سکتے ہیں لیکن طوالت کا خوف دامن گیر ہے۔
دنیائے ادب کا یہ نابغہ 1133 ہجری بمطابق 1720 عیسوی کو دہلی میں وفات پا گئے اور آپ کو وہیں گھر کے صحن میں دفنایا گیا۔ آپ کا موجودہ مزار 1941 عیسوی میں خواجہ حسن نظامی مرحوم نے تعمیر کرایا تھا۔

(چاپ شدہ، روزنامہ جنگ کوئٹہ جمعرات ۱۱ جولائی ۲۰۰۲ء)

جہان معانی

ترجمہ اشعار میرزا بیدل دھلوی

مترجم علی بابا تاج

چشمِ عبرت هر که براوراقِ روز وشب گشود
همچو بیدل معنيِ بی حاصلی فهمید ورفت

ترجمہ:۔ جس نے بھی روز وشب کی کتاب کے اوراق پر عبرت کی نگاہ ڈالی
اس نے بیدل کی طرح لاحاصلی کے معنی کو پایا اور یہاں سے چلا گیا۔

☆☆

در سخن گر واشگافی جز خموشی هیچ نیست
وزخموشی گر بپرسی کیستی گوید سخن

ترجمہ:۔ اگر تو سخن کو کھولے گا بھی تو خاموشی کے سوا کچھ نہ ہوگا
اور اگر تو خاموشی سے یہ پوچھے گا کہ تو کون ہے؟ تو وہ کہے گی کہ میں "سخن" ہوں۔

☆☆

من نمی گویم زیان کُن یا بفکر سود باش
ای زفرصت بی خبر، در هرچه باشی زود باش

ترجمہ:۔ میں نہیں کہتا ہوں کہ تو نقصان کر یا فائدے اور سود کی فکر میں رہ، لیکن،
اے فرصت سے بے خبر شخص تو جس بھی خیال میں ہے جلدی کر۔

☆☆

باهر کمال اندکی آشفتگی خوش است
هرچند عقلِ کُل شده ای بی جنون مباش

ترجمہ:۔ ہر کمال میں تھوڑی سی دیوانگی اچھی ہوتی ہے تو اگرچہ "عقلِ کُل" ہوا ہے
مگر جنون کے بغیر مت رہ۔

"غفلت" اسباب نارسایی هاست
دستِ خوابیدگان به زیرِ سر است

ترجمہ:- غفلت تو نارسائیوں کے سبب سے ہے کہ سونے والوں
اور غافلوں کے ہاتھ ان کے سر کے نیچے ہی ہوتے ہیں۔

☆☆

اختلافِ وضعها بیدل لباسی بیش نیست
ورنه یك رنگ است خون در پیکرِ طاووس و زاغ

ترجمہ:- اے بیدلؔ! وضع اور حالت کا اختلاف لباس اور ظاہری ہیئت کے سوا کچھ نہیں
وگرنہ کوّے اور مور کے جسم کے خون کا رنگ ایک سا ہے۔

☆☆

چراغ حسرتِ دیدار، خاموشی نمی داند
تحیّر ناله بود اما منِ بی هوش نشنیدم

ترجمہ:- حسرتِ دیدار کا چراغ خاموشی نہیں جانتا۔
حیرت اور تحیر خود فغاں تھے لیکن میں بے ہوش شخص نہ سن سکا۔

☆☆

بیدلؔ! اگر به دست رسد گوهرِ وصال
باید وطن گرفت به کام نهنگ هم

ترجمہ:- اے بیدلؔ! اگر وصال کے موتی تک ہاتھ پہنچ جائے
تو نہنگ کے منہ میں بھی جگہ بنانی پڑ جائے تو بنا لینی چاہیے۔

چه گویم ز نیرنگ تجدیدِ عشق
به هر دم زدن بیدلِ دیگرم

ترجمہ:- میں عشق کی تجدید کے نیرنگ کے بارے میں کیا
کہوں کہ ہر سانس پر میں کوئی دوسرا بیدلؔ ہوتا ہوں۔

☆☆

بعضی به تمنای زر و مال خوش اند
برخی به تماشای خط و خال خوش اند
بیدلؔ همه را به حال بد می بیند
خوش حال کسانی که بهر حال خوش اند

ترجمہ:- بعض لوگ زر و مال کی تمنا میں خوش ہیں کچھ لوگ خد و خال کو دیکھنے
سے خوش ہوتے ہیں بیدلؔ سب کو بدحال دیکھتا ہے۔
خوش حال تو وہ لوگ ہیں جو ہر حال میں خوش ہیں۔

☆☆

بیدلؔ بحصولِ رزق آمده بسر
سگ چاکرِ سگ نه گشت خر بندۂ خر

ترجمہ:- اے بیدلؔ! یہ ساری باتیں رزق کے حصول کی وجہ سے سر پہ آئی ہوئی ہیں
ورنہ میں نے دیکھا ہے کہ کتا کتے کا نوکر نہیں ہے اور گدھے نے گدھے کی ملازمت اختیار نہیں کی۔

هر جا صلای محرمیِ راز داده اند
آهسته تر زبوی گُل آواز داده اند
ترجمہ :- ہمیں ہر جگہ راز کی محرمی کی دعوت دی گئی ہے
لیکن اگر غور کریں تو یہاں ہمیں پھول کی خوشبو سے بھی زیادہ آہستگی سے ہمیں پکارا گیا ہے۔

☆☆

مژگان به کار خانه ی حیرت گشوده ایم
در دستِ ما کلیدِ در باز داده اند
ترجمہ :- ہم نے حیرت کے کارخانے میں آنکھیں کھولی ہوئی ہیں
ہمارے ہاتھوں میں کھلے ہوئے دروازے کی چابی دی گئی ہے۔

☆☆

در طلبت شب چه جنون ها گذشت
کز سرِ شمع آبله ی زپا گذشت
ترجمہ :- تیری طلب میں رات کتنے جنون (کے مقام) گذرے کہ شمع
کے سر سے "آبلے" پیروں سے گذر گئے۔

☆☆

نقش نگین داشت کمال هوس
اسم بجا ماند و مسما گذشت
ترجمہ :- ہوس کی انتہا (صرف) انگوٹھی پر نقش چھوڑنے کیلئے تھی۔
(کتاب) نام تو (نقش) رہ گیا (لیکن) مسمی (خود) گذر گیا۔

حُسن چون شُد بی نقاب از فکرِ عاشق فارغ است
گُل همان در غنچگی دارد دلِ بلبل به کف
ترجمہ :- جب حُسن بے نقاب ہو جاتا ہے تو عاشق فکر (اور تڑپ) سے
آزاد ہو جاتا ہے پھول جب تک کلی ہوتا ہے بلبل کا دل اپنی مٹھی میں رکھتا ہے۔

☆☆

ناقصان را بیدلؔ! آسان نیست تعلیم کمال
تا دَمَد یك دانه چندین آبرو ریزد سحاب
ترجمہ :- اے بیدلؔ! ناقص لوگوں کی کمال کی تعلیم آسان اور سہل نہیں ہے
کیونکہ جب تک ایک دانا اگتا ہے بادل کئی مرتبہ اپنی آبرو نچھاور کرتا ہے۔

☆☆

نیست کس اینجا کفیلِ هیچ کس
زندگی روزی رسانی می کند
ترجمہ :- یہاں کوئی کسی کا کفیل نہیں ہے زندگی (تو خود) روزی رسانی کرتی ہے۔

☆☆

بیع و شرای چار سویِ عشق' دیگر است
خود را فروختم که خریدارت آمد
ترجمہ :- عشق کے (اس بازار کے) چاروں طرف خرید وفروخت اور ہی طرح کی ہوتی ہے
(کہ) میں خود کو بیچ کر تیرا خریدار (بن کر) آیا (ہوں)

احسان به هر چه می خرم سودِ مدعاست
از قیمتم مپرس به بازارت آمدم

ترجمہ:- میں (ہمیشہ) احسان خریدتا ہوا آیا ہوں کہ میرا مدعا فائدہ ہے
میری قیمت مت پوچھ کہ (میں تو) تیرے بازار میں آیا (ہوں)

☆☆

گفتگو از معنی تحقیق دارد غافلت
اندکی خاموش شو تا دل زبان پیدا کند

ترجمہ:- گفتگو تجھے تحقیق کے معنی سے غافل رکھتی ہے تو ذرا چپ ہو جا' تاکہ دل زبان پیدا کرے

☆☆

مدعی درگذر از دعویٔ طرزِ بیدل
سحر مشکل که به کیفیتِ اعجاز رسد

ترجمہ:- اے مدعی! "بیدل" کے طرزِ کلام کے دعوے کو چھوڑ" کیونکہ بڑی مشکل ہے
کہ "جادو" "معجزے" اور "اعجاز" کی کیفیت کو پہنچے۔

☆☆

چشمی که ندارد نظری' حلقه ی دام است
هر لب که سخن سنج نباشد لبِ بام است

ترجمہ:- جو آنکھ نگاہ نہیں رکھتی وہ حلقۂ دام سے زیادہ نہیں اور
جو لب سخن سنج اور سخن فہم نہیں وہ لبِ بام سے بیش نہیں۔

گویند که بهشت است همان راحتِ جاوید
جایی که به داغی نتپد دل چه مقام است

ترجمہ:- کہتے ہیں کہ جنت ہمیشہ ہمیشہ کی راحت کی جگہ ہے۔
جہاں دل کسی سوزِ آتش سے نہ تڑپا ہو وہ کیا مقام ہوگا؟

☆☆

قدر دانی در بساطِ امتیازِ دهر نیست
ورنه من در مکتبِ بی دانشی علامه ام

ترجمہ:- اس دنیا کے بس میں قدر دانی نہیں ہے ورنہ میں
تو بے دانشی اور بے علمی کے مکتب میں علامہ ہوں۔

☆☆

زنهار از صحبتِ بدطینتان پرهیز کن
زشتیِ یك رو هزار آیینه را رسوا می کند

ترجمہ:- ہوشیار! کہ تمہیں بدطینت (بدفطرت) لوگوں کی صحبت سے پرہیز کرنا ہے
(تمہیں پتہ ہونا چاہیے کہ) صرف ایک چہرے کی بدصورتی ہزاروں آئینوں کو رسوا کرتی ہے۔

☆☆

هر کرا دیدم درین عبرت سرا
بهرِ مردن زندگانی می کند

ترجمہ:- اس عبرت کدے میں میں نے جس
کو بھی دیکھا وہ مرنے کیلئے زندگی گزار رہا ہے۔

صد جہانِ معنی بلفظِ ما گم است
این نہا نہا آشکاری بیش نیست

ترجمہ:- کئی سو "جہانِ معنی" ہمارے (ایک) لفظ میں گم ہیں
(اور یہ جتنی بھی) پوشیدہ اور چھپی ہوئی حقیقتیں ہیں (ہمارے نزدیک)
ظاہر سے زیادہ نہیں۔

☆☆

قناعت عالمی دارد' چہ آبادی' چہ ویرانی
غبارم سایہ کرد آن دم کہ بی دیوار و در گردیدم

ترجمہ:- قناعت (اپنی ہی) ایک دنیا رکھتی ہے وہاں کیا آبادی اور کیا بربادی؟
(اس میں) اس وقت مجھ پر (میری بے سروسامانی کے) غبار نے سایہ کیا جب میں بے دیوار و در ہوا۔

☆☆

در دشتِ تو هم' جہتی نیست معین
مارا چہ ضرور است بدانیم کجائیم

ترجمہ:- تو ہم کے اس دشت میں کوئی راستہ (بھی) معین (و معلوم) نہیں (پھر) ہمیں کیا
ضرورت ہے کہ ہم (یہ) جانیں کہ ہم کہاں پر ہیں؟

☆☆

بی نصیبِ معنیم کز لفظ می جویم مراد
دل اگر پیدا شود دیر و حرم گم می کنم

ترجمہ:- میں "معنویت" کا بے نصیب شخص ہوں جو لفظ سے اپنی مراد تلاش کرتا ہے
"دل" اگر میسر ہو تو دیر و حرم کو چھوڑ دوں۔

مارا برنگِ شبنم تا آشیانِ خورشید
باید بہ دیدہ رفتن گر بال و پر نباشد

ترجمہ:- ہمیں شبنم کی طرح سورج کے آشیانے تک
آنکھ کے ذریعے جانا چاہیے...... اگر بال و پر نہ ہو۔

☆☆

مکش ای نالہ دامانم' مدارای غم گریبانم
سرشکی محوِ مژگانم چکیدن نیست مقدورم

ترجمہ:- اے نالہ! میرے دامن کو مت کھینچ اور اے غم!
تو میرے گریبان کو مت پکڑ (میں تو صرف) آنسو کے ایک قطرے کو پلکوں پر لئے
محوِ غم ہوں اُسے ٹپکانا بھی میرے بس میں نہیں ہے۔

☆☆

چشم وا کردم و طوفان قیامت دیدم
زندگی روزِ جزائی ست کہ من می دانم

ترجمہ:- میں نے آنکھ کھولی تو قیامت کا ایک طوفان دیکھا
جو میں جانتا ہوں (وہ یہ ہے کہ یہاں) زندگی روزِ جزا (کی طرح) ہے۔

☆☆

نزاکت ہاست در آغوشِ میخانۂ حیرت
مژہ برہم مزن تا نشکنی رنگِ تماشا را

ترجمہ:- اس میخانۂ حیرت کے آغوش میں بڑی نزاکتیں ہیں
تو پلکوں کو مت جھپکا یا کہ کہیں تو اس تماشا کے رنگ میں خلل نہ ڈالے...

بیدل چه مشکل است زدنیا گذشتنم
یك ناله داشتم که زهفت آسمان گذشت

ترجمہ:- اے بیدلؔ! دنیا سے چھٹکارا پانا بھی کتنا مشکل ہے؟
(اس کے لئے) میں صرف ایک نالہ رکھتا تھا کہ جو سات آسمانوں کو پار کر گیا

☆☆

کلك بیدلؔ هر کجا دارد خرام
سکته هم ناز روانی می کند

ترجمہ:- بیدل! کا قلم ہر جگہ (ایسے) چلتا ہے اگر کہیں سکتہ آ جائے
تو وہ وہاں بھی ناز و ادا سے روانی اختیار کر لیتا ہے۔

☆☆

زین گلستان درسِ دیدار گر می خوانیم ما
اینقدر آیینه نتوان شد که حیرانیم ما

ترجمہ:- اس گلستان سے ہم جو دیدار کا درس لیتے ہیں اتنا
(تو) آئینہ حیران نہیں ہو سکتا کہ ہم حیران ہیں۔

☆☆

کس محرمِ ادبگه ناموسِ دل مباد
جایی رسیده ایم که ننگ خودیم ما

ترجمہ:- کوئی (بھی) دل کے ناموس کی "ادب گاہ" کا محرم نہیں ہوتا
ہم اس جگہ پہنچے ہیں کہ ہم اپنے لئے ننگ ہیں۔

ادب نه کسبِ عبادت نه سعیِ حق طلبی است
به غیر خاك شده هر چه هست بی ادبی است

ترجمہ:- "ادب" نہ عبادت کا کام ہے نہ حق طلبی کی کوشش (بلکہ)
خاک ہونے کے علاوہ جو کچھ بھی ہے بے ادبی ہے۔

☆☆

همه عمر با تو قدح زدیم و نرفت رنج خمار ما
چه قیامتی که نمی رسی زکنارِ ما بکنارِ ما

ترجمہ:- ساری عمر تیرے ساتھ جام لنڈھائے لیکن ہمارے خمار کا رنج نہ گیا
یہ کیسی قیامت ہے کہ تو ہمارے اس کنار (پہلو) سے ہمارے
اس کنارے (اور پہلو) تک نہیں پہنچتا؟۔

☆☆

دل چو آزاد از تعلق شد منور می شود
قطره ای کز موج دامن چید گوهر ی شود

ترجمہ:- دل جوں ہی تعلق سے آزاد ہو روشن ہو جاتا ہے
قطرہ جب موج سے دامن چھڑاتا ہے (توں ہی) موتی بن جاتا ہے۔

☆☆

ای که از لطفِ حقیقت آگهی! خاموش باش
یك سخن هم کز دولب خیزد مکرر می شود

ترجمہ:۔اے جو تو حقیقت کی لطافت سے آگاہ ہے
خاموش رہ! ایک (ہی) بات اگر دو لب سے کہی جائے تو مکرر ہو جاتی ہے۔

☆☆

سنگ هم به حالِ من گریه گر کند بر جاست
بی تو زنده ام یعنی مرگِ بی اجل دارم

ترجمہ:۔ پتھر بھی اگر میرے حال پہ روئے تو بجا ہے۔ میں تیرے بغیر زندہ ہوں
یعنی (جیسے) بغیر اجل کی موت رکھتا ہوں۔

☆☆

از کفِ بی مایگان کارگشایی مخواه
دست چو کوتاه شود ناخن پا می شود

ترجمہ:۔بے مایہ (اور کم حیثیت) لوگوں سے کارکشائی (اور مدد) نہ مانگ
(کیوں کہ) ہاتھ جب چھوٹا پڑ جاتا ہے تو وہ پیر کا ناخن بن جاتا ہے۔

☆☆

شوقِ وصلت بعدِ مرگ از دل برون کی می رود
گرد می گردیم و می گیریم دامانِ شما

ترجمہ:۔ موت کے بعد بھی تیرے وصل کا شوق دل سے باہر نہیں نکلتا۔
ہم "گرد" بن جائیں کہ (اس طرح) تیرے دامن کو پکڑ سکیں۔

نه وحدت سرایم نه کثرت نوایم
فنایم فنایم فنایم فنایم

ترجمہ:۔میں نہ "وحدت سرا" اور نہ "کثرت نوا"
ہوں...... میں فنا ہوں...... فنا ہوں...... فنا ہوں...... فنا ہوں۔

☆☆

بیدلؔ ز اختیار بر آ هر چه باد باد
فرصت کم است ترك درنگِ و شتاب کن

ترجمہ:۔بیدلؔ اختیار (اور آزادی) سے نکل آ (پھر) جو بھی ہو سو ہو......
کہ فرصت (اور مہلت) کم ہے جھجک اور جلد بازی کو چھوڑ دے۔

☆☆

حسن هر جا جلوه گر شد عشق می آید برون
عرضِ مجنون می دهد آیینه ی لیلای من

ترجمہ:۔ "حسن" جہاں جلوہ گر ہوا وہاں عشق باہر نکلتا ہے
(یہاں) میری لیلیٰ کا آئینہ مجنوں کی عرض پیش کر رہا ہے۔

☆☆

چه خوش ترکِ سبب کُنی به یقین رَسی و طرب کُنی
ز حقیقت آنچه طلب کنی به طریقِ بیدلِؔ ما طلب

ترجمہ:۔ کیا اچھا ہو کہ تُو ترک سبب (و ترک مالِ دنیا) کر کے یقین
کو پہنچے اور خوشی منائے۔ تو حقیقت سے جو کچھ بھی مانگے گا
تو ہمارے بیدلؔ کے طریقے پر مانگ

درین غمکده کس میمراد یارب!
به مرگی که بی دوستان زیستم من

ترجمہ:-اس غمکدے میں کوئی نہیں مرتا (لیکن) ہم مر گئے
جنہوں نے دوستوں کے بغیر زندگی گزار دی۔

☆☆

غریق بحر زفکرِ حُباب مستغنی ست
رسیده ایم به جَایی که بیدلؔ آنجانیست

ترجمہ:- سمندر میں ڈوبا ہوا بلبلے کی فکر سے (آزاد اور) مستغنی ہے
ہم وہاں پہنچے ہیں جہاں بیدلؔ نہیں ہے۔

☆☆

خیال آباد یکتایی قیامت عالمی دارد
که هر جاوارسی باید پرستیدن همین خودرا

ترجمہ:-"قیامت کی یکتائی کا خیال آباد" ایک جہان (اپنے اندر) رکھتا ہے
کہ تو جہاں بھی پہنچ جائے وہاں خود کو ہی پوجنا پڑے گا۔

☆☆

مقصدِ ما زین چمن بر هیچکس روشن نشُد
رنگِ گل بوده است پروازی که بی پر کرده ایم

ترجمہ:-اس چمن میں ہمارا مقصد کسی پر واضح نہ ہوسکا (یہاں تو) پھول کا رنگ پرواز تھا
جسے ہم نے بے بال و پر کیا ہوا ہے۔

فخر و ننگی می فروشد ظاهر ما ورنه نیست
غیرِ مشتِ خون چه انسان و چه حیوان زیرِ پوست

ترجمہ:- فخر اور ننگ تو ہمارا ظاہر بیچتا ہے ورنہ کھال کے نیچے کیا
انسان اور کیا حیوان؟! چلو بھر خون سے زیادہ نہیں.....

☆☆

اگر کشتیِ آسمان غرق گردد
قلندر ندارد غمِ ناخدایی

ترجمہ:-اگر آسمان کی کشتی غرق ہو جائے تب بھی "قلندر" کو ناخدائی کا غم نہ ہوگا۔

☆☆

جام آب زندگی تنها به کامِ خضر نیست
در گدازِ آرزو هم جوشِ دریای بقاست

ترجمہ:- آبِ حیات کا جام صرف خضر کا نصیب نہیں' آرزو کے
گداز میں بھی بقا کا سمندر جوش مارتا ہے۔

☆☆

کلفتِ فردا همان دی شمر آزاد باش
آنچه به تفصیلی آن منتظری مجملی ست

ترجمہ:- آنے والے کل کی تکلیف کو گزرا ہوا کل شمار کر اور آزاد ہو جا'
تو جس چیز کی تفصیل کا منتظر ہے (وہ تو نہایت) مختصر ہے۔

معنی بہ غیرِ لفظ مصور نمی شود
افتادہ است کارِ دل و دیدہ با نقاب

ترجمہ:- ''معنی'' لفظ کے بغیر تصور نہیں ہوتا کہ ''دیدہ و دل''
کے کام حجاب میں پڑے ہوئے ہیں۔

☆☆

حاصلم زین مزرعِ بی بر نمی دانم چہ شُد
خاك بودم' خون شدم دگر نمی دانم چہ شد

ترجمہ:- میں نہیں جانتا میرا حاصل اس بنجر کھیت سے' کیا ہوا؟
میں خاک تھا (پھر) خون بنا باقی نہیں پتہ کہ کیا ہوا؟

☆☆

مشتِ خونی کز تپیدن صد جہان اُمید داشت
تا درِ دل بود آنسو تر نمی دانم چہ شد

ترجمہ:- ''مٹھی بھر خون'' جو اپنی تڑپ سے سینکڑوں امیدیں رکھتا تھا
جب تک یہ ''دل'' تیرا دروازہ تھا......اس کے بعد مجھے نہیں پتہ کہ کیا ہوا؟

☆☆

دانا نبود از ہنرِ خویش بُرومند
از میوہ ی خود بہرہ محال است شجر را

ترجمہ:- دانا اپنے ہنر سے (کبھی) فیض نہیں اٹھا سکتا
(جس طرح) درخت کے لئے اپنے پھل سے بہرہ ور ہونا ناممکن ہے۔

بہ ہستی من و ما ضروریست بیدلؔ
نفس نیست جز مایہ ی خودستایی

ترجمہ:- اے بیدلؔ! ہماری ہستی کے لئے ضروری ہے
کہ......سانس خودستائی کے سوا کچھ بھی نہیں......

☆☆

قناعت کند مرکزِ آبرویت
شود قطرہ گوہر بہ صبر آزمایی

ترجمہ:- قناعت تیری آبرو کو مرکزیت دلاتی ہے
کہ قطرہ صبر آزمائی سے گوہر بن جاتا ہے۔

☆☆

سخت دشوارست ترکِ صحبت روشندلان
موج با آن جہد نتوان گذشت از آبہا

ترجمہ:- ''روشندل'' لوگوں کی صحبت کو ترک کرنا کتنا مشکل ہے!
کہ اپنی ہزار کوششوں کے باوجود موج پانیوں سے نکل نہیں پائی......

☆☆

دلم گر نیست فانوسِ خیالت
نفس بال و پرِ پروانہ ی کیست

ترجمہ:- اگر میرا دل تیرے خیال کا فانوس نہیں ہے
(تو پھر) سانسیں کس پروانے کے بال و پر ہیں؟!

به پیری هم نفهمیدیم افسوس
که دنیا بازیِ طفلانه ی کیست

ترجمہ:- افسوس...... ہم بڑھاپے میں بھی نہ سمجھ پائے
کہ یہ دنیا کس کا ''طفلانہ کھیل'' ہے۔

☆☆

دلِ عاشق به استغنا نیرزد
خموشی وضع گستاخانه ی کیست

ترجمہ:- عاشق کے دل کو استغنا اور بے نیازی زیب نہیں دیتی ہے۔
(یہ) خاموشی کس کا گستاخانہ انداز ہے؟

☆☆

به دیر و کعبه کارت چیست بیدلؔ
اگر فهمیده ای دل خانه ی کیست

ترجمہ:- اے بیدلؔ! دیر اور کعبہ میں تیرا کام کیا ہے؟
جب تو (یہ) سمجھا ہے کہ یہ دل کس کا گھر ہے؟!

☆☆

در وصل ز محرومیِ دیدار مپرسید
آیینه نفهمید که من با که دُچارم

ترجمہ:- وصل میں دیدار کی محرومی کا کچھ نہ پوچھیے
(کہ) آئینے کو نہیں پتہ ہوتا کہ میں کس سے دوچار ہوں۔

در این غفلت سرا بی عبرت آگاهی نمی باشد
مژه تا پا نزد بر چشم ننمودند بیدارش

ترجمہ:- اس ''غفلت سرا'' میں بغیر عبرت کے آگہی نہیں ملتی
(کہ) پلک جب تک آنکھ پر ٹھوکر نہیں مارتی اسے جگا نہیں سکتی۔

☆☆

غیرِ خاموشی ندارد گفتگوی ما نمك
تا به کی بر زخمِ خود پاشد لب گویا نمك

ترجمہ:- خاموشی کے سوا ہماری گفتگو نمک نہیں رکھتی ہے
(آخر) کب تک ''لب گویا'' اپنے زخموں پر نمک چھڑکے......

☆☆

هر چه آنجاست چو آنجا روی اینجا گردد
چه خیال است که امروزِ تو فردا گردد

ترجمہ:- جو کچھ وہاں ہے (لیکن) جب تو وہاں جائے گا
تو وہ جگہ ''یہاں'' بن جاتی ہے تیرا کیا خیال ہے کہ تیرا آج کل بن جائے؟!

☆☆

امروز قدرِ هر کس مقدارِ مال و جاه است
آدم نمی توان گفت آنرا که خر نباشد

ترجمہ:- آج ہر کسی کی قدر و قیمت اس کے مال و جاہ کی مقدار سے ہے۔
ایسے تو آدمی نہیں کہا جا سکتا جو بوجھ ڈھونے والا نہ ہو!!!

حرص قانع نیست بیدلؔ ورنہ از ساز معاش
آنچہ مادر کار داریم اکثری در کار نیست

ترجمہ:- اے بیدلؔ! حرص قانع نہیں ہے ورنہ اسباب و مالِ دنیا سے جو کچھ ہمیں چاہیے
(ان میں سے) اکثر کی ہمیں ضرورت (ہی) نہیں ہے۔

☆☆

می رود صبح و اشارت می کند
کاین گلستان خندہ واری بیش نیست

ترجمہ:- صبح جاتی ہوئی اشارہ کر رہی ہے کہ یہ گلستان ایک مسکراہٹ سے زیادہ نہیں ہے......

☆☆

بیدلؔ اگر آگہ شوی از علم خموشی
تحصیلِ کمال تو' بہ یک حرف تمام است

ترجمہ:- اے بیدل! اگر تو خاموشی کے علم سے آگاہ ہو جائے
تو (تو دیکھے کہ) تیرا "تحصیلِ کمال" (صرف) ایک حرف پہ ختم ہو جائے......

☆☆

مابی بصران' نازِ معارف' چہ فروشیم
نورِ نظر شب پرہ ھا' ظلمتِ شام است

ترجمہ:- ہم بصارت سے محروم لوگ معرفت کے ناز وادا کو کیا بیچیں گے
(کہ) چمگادڑوں کی نظر کا نور شام کا اندھیرا ہے......

بیرونِ لفظ ممکن نیست سیرِ عالمِ معنی
بہ عریانی رسیدیم تا فرونِ پیرہن رفتیم

ترجمہ:- "عالمِ معنی" کی سیر لفظ سے باہر ممکن نہیں' ہم عریانی تک
(اس وقت) پہنچے جب ہم لباس و پیرہن میں گئے......

☆☆

تحقیقِ تو خورشید و جہان جملہ دلایل
پیداست چہ مقدار عیانی کہ نہانی

ترجمہ:- تیری تحقیق سورج ہے اور دنیا تمام دلائل......
(یہاں سب کچھ) ظاہر ہے کہ تو جتنا ظاہر اور عیاں ہے (اتنا) نہاں اور پوشیدہ ہے......

☆☆

کس محرم اعتبارِ ما نیست
آیینہ ی ما خیال ما بُوَد

ترجمہ:- کوئی بھی ہماری یقین کا محرم (اور راز دان) نہیں ہے
(کہ) ہمارا آئینہ (ہی) ہمارا خیال ہوتا ہے۔

☆☆

ای بی خبر' از کم خردان شکوہ چہ لازم
آدم نبود آن کہ زحیوان گلہ دارد

ترجمہ:- اے بے خبر! کم عقلوں سے شکایت کی کیا ضرورت ہے؟
(کہ) وہ تو آدمی ہی نہیں ہے جو حیوان سے گلہ رکھے گا۔

جہان گو بہ سامانِ هستی بنازد
کمالم همین بس که من نیستم من

ترجمہ:- دنیا اگرچہ "سامانِ ہستی" پر ناز کرتی ہے
(لیکن) میرا کمال یہ بہت ہے کہ میں "میں" نہیں ہوں

☆☆

بیدلؔ چه کمال است که در عالم ایجاد
دادند همه چیز و ندادند شعورت

ترجمہ:- اے بیدلؔ! کیا خوب ہے! کہ "عالمِ ایجاد" میں تجھے سب کچھ دیا گیا
لیکن تجھے جو نہیں دیا گیا وہ تیرا شعور ہے۔

☆☆

باز از دل به سُوی دیدن ما می آیی
ای دل و دیده فدایت ز کجا می آیی

ترجمہ:- پھر تم اپنے دل سے ہمیں دیکھنے آ رہے ہو۔
تم پر دیدہ و دل فدا ہو؟ کہاں سے آ رہے ہو؟!؟

☆☆

رمزِ آشنای معنیِ هر خیره سر نباشد
"طبعِ سلیم" فضل است اِرثِ پدر نباشد

ترجمہ:- آشنائی (اور شناسائی) کا مفہوم ہر بے وقوف کیلئے نہیں ہوتا ہے
"طبعِ سلیم" (اور دانائی) فضل ہے۔ یہ باپ (کی طرف سے ملی ہوئی) وراثت نہیں ہے

هیهات که فردا چه شناسم منِ غافل
دیروز هم آثارِ تو نشناخته بودم

ترجمہ:- افسوس! کہ میں غافل کیا جان پاؤں گا؟
کل بھی میں تیری نشانیوں کو نہیں سمجھ پایا تھا۔

☆☆

عبارت هاست اینجا حاصلِ مضمون چه می پرسی
دو عالَم عرضِ حاجت دارم اما سایلِ خویشم

ترجمہ:- یہاں تو (بے شمار) عبارتیں ہیں تو مضمون کا حاصل کیا پوچھتا ہے؟
(میں اگرچہ) دو جہانوں کی "عرضِ حاجت" رکھتا ہوں لیکن (دراصل) میں تو اپنا ہی سائل ہوں۔

☆☆

از وَرَق گردانیِ وضعِ جهان غافل مباش
صبح و شامِ این گلستان انقلابِ رنگهاست

ترجمہ:- دنیا کی حالت کی ورق گردانی سے غافل مت رہ
اس گلستان کی صبح اور شام رنگوں کا انقلاب ہے۔

☆☆

بلبل به ناله حرفِ چمن را مفسر است
یا رب زبانِ نکهتِ گل ترجمانِ کیست؟

ترجمہ:- بلبل اپنی فریاد میں چمن کی بات کی تفسیر کر رہا ہے۔
یا رب! پھول کی خوشبو کی زبان کس کی ترجمان ہے؟

گر لبِ اظہار نگشایی نفس آوارہ نیست
موج می از وسعتِ ساغر پریشان می شود

ترجمہ:- اگر تو اظہار کے لب کو نہیں کھولتا (تو) سانس آوارہ نہیں ہے۔
(کہ) موج مے (تو) ساغر کی وسعت سے پریشان ہوتی ہے......

☆☆

بسکہ بیکسم امروز کسی را خبرم نیست
آتش بہ سرِ خاک کہ آن ہم بہ سرم نیست

ترجمہ:- آج میری بے کسی کی انتہا کہ کسی کو میری خبر نہیں۔
میرے "سرِ خاک" پر آگ (برسے) کہ وہ بھی اس سر پر نہیں......

☆☆

ز آمد و رفتِ نفس عمری است زحمت می کشیم
خانہ ی ما را ازین ناخواندہ مہمان چارہ نیست

ترجمہ:- ایک عمر سے ہم سانس کی آمد و رفت کی زحمت اٹھا رہے ہیں۔
ہمارے گھر کو اس بن بلائے مہمان (کے سوا) چارہ بھی نہیں۔

☆☆

اگر ز ملک عدم تا وجود فہم گماری
بجز کلام تو بیدل دگر کلام نباشد

ترجمہ:- اگر تو ملک عدم سے وجود (کی دنیا) تک اپنی سوجھ بوجھ کو دوڑائے گا
تو اے بیدلؔ! تیرے کلام کے سوا کوئی دوسرا کلام نہیں ہوگا۔

خاکِ غارت پرور بنیاد این ویرانہ ایم
ہر کہ آمد اندکی ما را پریشان کرد و رفت

ترجمہ:- ہم اس "غارت پرور ویرانے کی بنیاد کی خاک" ہیں۔
جو بھی (یہاں) آیا ہمیں تھوڑا اڑا کے چلا گیا۔

☆☆

آبروی مرد بیدلؔ با ہنر جوشیدن است
نیست در شمشیر ہا جز تیغ جوہر دار سبز

ترجمہ:- اے بیدلؔ! مرد کی آبرو ہنر میں کندن بن جاتا ہے
(کہ) تلواروں میں "تیغ جوہر دار" کے سوا کوئی کامیاب نہیں......

☆☆

از زندگی بجز غمِ فردا نماندہ ایم
چیزی کہ ماندہ ایم درینجا نماندہ ایم

ترجمہ:- زندگی سے ہم نے کل کے غم و اندیشے کے علاوہ کچھ نہیں چھوڑا ہے
کہ یہاں ہم نے جو کچھ بھی چھوڑا ہے (درحقیقت) کچھ بھی نہیں چھوڑا ہوا ہے۔

☆☆

در زندگی مطالعہ ی دل غنیمت است
خواہی بخوان و خواہ مخوان ما نوشتہ ایم

ترجمہ:- زندگی میں دل کا مطالعہ غنیمت ہے (اب) چاہو
تو پڑھو یا پھر نہ پڑھو...... ہم نے تو لکھ دیا ہے۔

دل حیرت آفرین است هر سو نظر گشاییم
درخانه هیچ کس نیست آینه است و ماییم

ترجمہ:۔دل "حیرت آفرین" ہے ہم جدھر جدھر آنکھیں کھول کر دیکھیں
(کہ اس) گھر میں کوئی نہیں ہے۔ آئینہ ہے اور ہم ہیں۔

☆☆

ازین محیط کسی بَرَد آبرو بیدلؔ
که چون گوهر، نفسِ خود گرفت تنگ در آب

ترجمہ:۔اس بحر سے، اے بیدلؔ! وہی اپنی آبرو (بچا) لے جائیگا
جو گوہر کی طرح اپنے نفس کو پانی میں مضبوط رکھے گا۔

☆☆

زعلم و عمل نکته ها گوش کردم
ندانم چه خواندم فراموش کردم

ترجمہ:۔علم وعمل سے میں نے کئی نکات اور باتیں سنیں۔
(پھر بھی) نہ جان سکا کہ کیا پڑھا؟ سب کچھ فراموش کر دیا۔

☆☆

اگر بار هستی گران نیست بیدلؔ
خمیدن چرا زحمتِ دوش کردم

ترجمہ:۔اے بیدلؔ! اگر زندگی کا بوجھ بھاری نہیں ہے تو (بڑھاپے تک آتے آتے)
میں نے جھکنے کو کیوں کندھے کی زحمت بنایا؟

زنورِ عالم امکان گر انتخابات گُزینم
چرا ترا نگزینم که آفتاب گُزینم

ترجمہ:۔اگر میں عالمِ امکان کے نور سے (کچھ)
انتخاب کروں تو سورج کی بجائے تجھے کیوں نہ منتخب کروں؟

☆☆

بیدل! اینجا هیچکس از هیچکس چیزی نیافت
پرتوِ خورشید بر مهتاب بهتان یافتم

ترجمہ:۔اے بیدلؔ! یہاں کسی کو کسی سے کچھ حاصل نہیں ہوا ہے
(میں نے تو) چاند پر بھی سورج کے سائے کا بہتان پایا......

☆☆

گفتگو بیدلؔ دلیلِ هرزه تازیهای ماست
تا جرس فریاد دارد کاروان آسوده نیست

ترجمہ:۔اے بیدلؔ! یہ گفتگو ہماری ہرزہ گوئی (اور بے معنی باتوں) کی بھاگ دوڑ کی دلیل ہے۔
جب تک گھنٹی فریاد رکھے گی کاروان کو آرام وآسودگی میسر نہیں۔

☆☆

به هرچه وارسی از خود گذشتنی دارد
به هوش باش که امروز رفت و فردا نیست

ترجمہ:۔تو جس بھی چیز (اور مقام) تک پہنچے گا اپنے آپ سے گذر جانے
کے علاوہ کچھ نہیں...... ہوش میں رہ! کہ آج (تو) گزر گیا اور کل نہیں ہے۔

زبعدِ ما نه غزل نی قصیده می ماند
زخامه ها دو سه اشکِ چکیده می ماند

ترجمہ:- ہمارے بعد نہ غزل اور نہ ہی قصیدہ باقی رہے گا
(بس) ہمارے قلم سے دو تین ٹپکے ہوئے آنسو ہی باقی رہیں گے۔

☆☆

درهوای مقدمش بیدل! به خاکِ انتظار
نقش پا گشتیم لیک آوازِ پایی برنخاست

ترجمہ:- اے بیدل! اس کے آنے کی خواہش میں انتظار کی خاک
پر ہم "نقش پا" ہو گئے لیکن قدموں کی آواز (پھر بھی) نہ آئی۔

☆☆

نبودی' آمده ای' نیستی و می آیی
نه ماضیی و نه مستقبلی ست حال تو چیست

ترجمہ:- تم نہیں تھے' آ گئے ہو' نہیں ہو' آ رہے ہو......
تم نہ ماضی ہو نہ مستقبل (پھر تمہارا) حال کیا ہے؟

☆☆

نَبَری گمان که یعنی به خدا رسیده باشی
تو زخود نرفته بیرون به کجا رسیده باشی

ترجمہ:- یہ مت سمجھ کر تو خدا تک پہنچ چکا ہے۔
جب تو خود سے نہیں نکل پایا ہے (تو) تُو کہاں پہنچ گیا ہوا ہے؟

سَرَت ار به چرخ ساید ننمودی فریب عزت
که همان کفِ غباری به هوا رسیده باشی

ترجمہ:- اگر تیرا سر آسمان کو بھی چھو رہا ہو تو تب بھی (کسی) عزت
(و مقام) کے فریب میں مبتلا نہ ہو کہ تو وہی مشتِ غبار ہے اگرچہ ہوا میں پہنچا ہوا ہے

☆☆

اندیشه سرنگون شد' سعی خرد جنون شد
دل هم تپید و خون شد تا فهم راز کردم

ترجمہ:- سوچ سرنگوں ہوئی' عقل کی سعی بھی دیوانگی بنی' دل بھی تڑپ کر خوں ہوا
تب جا کر میں نے راز کو پالیا......

☆☆

حیرت سرای امکان از بسکه کم فضا بود
بر روی هر دو عالم چشمی فراز کردم

ترجمہ:- "امکان کا حیرت سرا" اس حد تک تنگ تھا کہ (ناچار)
دو جہانوں کو (دیکھنے کیلئے) میں نے آنکھوں کو کھول لیا......

☆☆

آسوده ام درین دشت از فیض نارسایی
گر دست کوتهی کرد' پایی دراز کردم

ترجمہ:- اس دشت میں نارسائی کے فیض سے (اس طرح)
آسودہ ہوں کہ اگر ہاتھ چھوٹے پڑ گئے تو پاؤں کو پسار لیا۔

بیدلؔ! سخنت نیست جز انشای تحیرّ
کو آیینہ تا صفحۂ دیوان تو باشد

ترجمہ:- اے بیدلؔ! تیرا سخن "انشائے تحیر" کے سوا کچھ نہیں،
آئینہ کہاں ہے؟ کہ وہ تیرے دیوان کا صفحہ ہو......

☆☆

یك قدم راہ است بیدل! از تو تا دامان خاك
بر سر مژگان' چو اشك' استادہ ای ہوشیار باش

ترجمہ:- اے بیدلؔ! تجھ سے دامان خاک تک صرف ایک قدم کا فاصلہ ہے'
تو پلکوں پہ آنسو کی طرح ایستادہ ہے......ہوشیار رہ!

☆☆

کم آب است آنقدر دریای ہستی
کز و تا دست می شوئی سراب است

ترجمہ:- دریائے ہستی اس قدر "کم آب" ہے' جب تک
تو اس سے اپنے ہاتھوں کو دھوئے گا (وہ) سراب ہے۔

☆☆

بجیب تُست اگر خلوتی و انجمی ست
برون زخویش کجامی روی جہان خالیست

ترجمہ:- خلوت ہے یا انجمن سب کچھ تیرے پاس ہی ہے
اپنے آپ سے نکل کر جائیگا کہاں؟ کہ (یہ) جہان خالی ہے۔

اگر بہارم تو آبیاری و گر چراغم تو شعلہ کاری
زحیرت من خبر نداری بیارم آیینہ روبروست

ترجمہ:- میں اگر بہار ہوں تو (تُو) آبیاری کرنے والا ہے۔
میں اگرچہ چراغ ہوں تو تُو شعلہ کار ہے۔ تو میری حیرت کی خبر نہیں رکھتا (کیا)
میں تیرے آگے آئینہ لے کر آ جاؤں؟